قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل یکم فروری 2022ء | 28 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 01 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:27


## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِلۡبَسُوۡا مِنۡ ثِیَابِکُمُ الۡبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنۡ خَیۡرِ ثِیَابِکُمۡ وَکَفِّنُوۡا فِیۡھَا مَوۡتَاکُمۡ

(ترمذی، کتاب الجنائز باب مایستحب من الاکفان)

سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ اسی طرح سفید کپڑوں میں ہی دفن کیا کرو۔

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

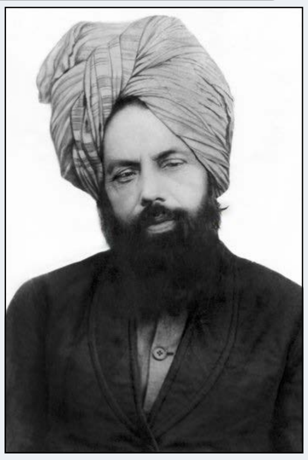

### حقیقی پاکیزگی نور پیدا کرتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اَور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جبتک سُورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظُلمت کو دُور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیٔ محض سمجھے اور آستانۂ اُلوہیّت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نُورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حِصّہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبّر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشیٔ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دُنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبّر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دُوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اُسے حقیر سمجھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213 ایڈیشن 1988ء)

## ارشادِ باری تعالیٰ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوۡاٰتِھِمَا ؕ اِنَّہٗ یَرٰٮکُمۡ ھُوَ وَقَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَھُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۸﴾

(الاعراف: 28)

ترجمہ: اے بنی آدم! شیطان ہرگز تمہیں بھی فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس نے ان سے ان کے لباس چھین لئے تاکہ اُن کی برائیاں اُن کو دکھائے۔ یقیناً وہ اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے‘‘

(المعجم الکبیر جلد 3 صفحہ 284)

اب دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے، اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے۔

(خطبہ جمعہ 23 اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## اس شمارہ میں


- دنیا کے کام بے شک کرتا رہوں گا میں بھی (منظوم)
- کتابِ تعلیم کی تیاری (قسط 30)
- حضرت ادریس علیہ السلام (قسط 2)
- جماعت احمدیہ مالٹا کی خدمت انسانیت

## دربارِ خلافت

# رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صاحب کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ کافر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ فرماتے ہیں۔ (1905ء کی ان کی بیعت ہے) کہ جس وقت خاکسار کی عمر 12سال کی تھی اور گو ہمارے خاندان میں میرے تایا حکیم شیخ عباد اللہ صاحب اور میرے تایا زاد بھائی شیخ کرم الٰہی صاحب حضرت صاحب سے بیعت تھے مگر خادم نے نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا (یعنی انہوں نے خود نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا) اور نہ ہی حضور کا فوٹو دیکھا تھا۔ خواب دیکھا کہ میرے جسم کی تمام جان نکل گئی ہے مگر دماغ میں سمجھنے کی اور آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت باقی ہے۔ میرے سامنے ایک بزرگ بیٹھے ہیں اور اُن کے پیچھے گھٹنوں تک قدم مبارک دکھائی دیتے ہیں۔ میرے دل میں ڈالا گیا یہ بزرگ جو بیٹھے تیری طرف دیکھ رہے ہیں مرزا صاحب ہیں اور پچھلی طرف جو قدم مبارک نظر آتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح میں نے مرتضیٰ خان ولد مولوی عبداللہ خان صاحب جو ان دنوں لاہوری جماعت میں شامل ہیں (یعنی بعد میں غیر مبائع میں شامل ہو گئے تھے) اُس کو یہ خواب بتائی اور تعبیر دریافت کی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو مرزا صاحب کی بدولت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی حاصل ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں خدا کی قسم کھا کر تحریر کرتا ہوں کہ جب 1905ء میں مَیں بیعت ہوا تو حضور وہی تھے جو خواب میں میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اس طرح سے خدا جس کو چاہتا ہے سچا راستہ دکھا دیتا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 218-219روایت حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ)

حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جب میری عمر 15سال کے قریب تھی تو مَیں نے بہشت اور دوزخ اور اعراف کو خواب میں دیکھا۔ اُن کے دیکھنے کی ایک لمبی تفصیل ہے، محض اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ جب میں بہشت دیکھ کر باہر آیا تو ایک بزرگ ملے اور انہوں نے میرے کندھے پر دستِ مبارک رکھ کر فرمایا کہ لڑکے تُو کہاں؟ میں نے تو اُس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اُس بزرگ سے دریافت کیا کہ یہ مکان یعنی بہشت کس مالیت کا ہے؟ بزرگ نے فرمایا کہ اگر تیرا پٹیالہ (یعنی یہ پٹیالہ کے تھے) تیرا پٹیالہ سو دفعہ بھی فروخت ہو تو اس مکان کی ایک اینٹ کی بھی قیمت نہ ہو گا۔ میری آنکھ کھل گئی؟ خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب میں 1905ء میں بیعت کے لئے قادیان شریف گیا تو مرزا صاحب وہی بزرگ تھے جو مجھ کو بہشت کے دروازے پر ملے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 219روایت حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ)

حضرت محمد فاضل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد نور محمد صاحب (ان کی بھی بیعت 1899ء کی ہے)۔ یہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن موضع مان کوٹ جو ہمارے قریب آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے، گیا۔ رات کو وہاں پر نماز پڑھ کر سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مُصلّی پر بیٹھا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مُصلّی کے (جائے نماز کے) سرہانے کی طرف آ کر بیٹھ گئے ہیں اور میرے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے انگوٹھے سے زور سے ملتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دل میں کچھ طاقت پیدا ہوا گئی ہے۔ تو میں اُس وقت طاقت محسوس کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ ہاں حضور ہو گئی ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 231-232روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

یہ محمد فاضل صاحب ہی فرماتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں قادیان پہنچا ہوں اور مسجد مبارک کے اندر محراب کے پاس کونے میں حضرت اقدس علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ مسجد میں بڑی روشنی ہے۔ مَیں حضور کے آگے جا کر بیٹھ گیا ہوں تو حضور مجھے ایک سفید چینی کی پلیٹ جس میں نہایت شفاف سرخ رنگ کا حلوہ ہے اپنے دستِ مبارک سے دے کر کہتے ہیں کہ یہ کھا لو۔ چنانچہ میں نے اُسی وقت اُس کو کھا لیا اور وہ نہایت ہی خوشگوار ہے اور اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 235-236روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ فرماتے ہیں جنہوں نے 1908ء میں مئی میں زیارت کی تھی کہ میری اہلیہ مرحومہ نے بیان کیا کہ میرے دل میں ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ پیر تو اور بھی بہت ہیں پھر ہم حضرت صاحب کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا کیوں کہتے ہیں؟ (کہ صرف سچے پیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں اور دوسرے سب غلط ہیں)۔ کہتی ہیں کہ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صاحب کا بازو پکڑ کر فرمایا کہ جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ میری اہلیہ مرحومہ کا گھرانہ پہلے سید احمد رضا خان بریلوی کا مرید تھا۔ اُس کے بعد سے پھر اُن کو تسلی ہو گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓحضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 251روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 7/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## دنیا کے کام بے شک کرتا رہوں گا میں بھی

کلام حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ علیہ

دنیا کے کام بے شک کرتا رہوں گا میں بھی
لیکن میں جان و دل سے اس یار کا رہوں گا

برقی خیال دل میں، سر میں رہے گا سودا
اس یار کو میں بھولوں اتنا نہ محو ہوں گا

چمکوں گا میں فلک پر جیسے ہو کوئی تارا
بھولوں کو راہ پہ لاوے ایسی میں شمع ہوں گا

سورج کی روشنی بھی مدھم ہو جس کے آگے
ایساہی نور حاصل اس نور سے کروں گا

عالم کو میں معطر کردوں گا اس مہک سے
خوشبو سے جس کی ہر دم مدہوش میں رہوں گا

اخلاق میں مَیں افضل، علم وہنر میں اعلیٰ
احمدؑ کی رہ پہ چل کر بدرالدجیٰ بنوں گا

سارے علوم کا ہاں منبع ہے ذات جس کی
اس سے میں علم لے کر دنیا کو آگے دوں گا

مجھ میں تڑپ وہ ہوگی بجلی بھی جھینپ جائے
دل عشق سے بھروں گا اور بے قرار ہوں گا

پھر برق میں بنوں گا جل کر میں خاک ہوں گا
اکسیر جو بنادے اکسیر میں وہ ہوں گا

جو کچھ کہوں زباں سے ناصر میں کر دکھاؤں
ہو رحم اے خدایا! تا تیرے فضل پاؤں

(حیات ناصر صفحہ 58- 59)

اداریہ

# کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 30

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

## اللہ کے حضور ہمارے فرائض

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے وہ تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔حقوق اور وصایا کی پرواہ نہیں ہے۔ دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصے کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصص میں دیکھی جاتی ہیں۔ لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔نفسانی جذبات کے مقابلہ میں بہت کمزور ہوئے ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے مگر جب ذرا کمزوری دفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آج اس زمانہ میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ بالکل اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کا (سچا تقویٰ اور ایمان کا) تخم ہرگز ضائع نہ کرے۔ جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آئی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔

وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) بہت سا حصہ احادیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کے الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے اور لوگ ایسے ہی دور رہیں اس لئے اب ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 55- 56، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

خدا کی رحمت کے سرچشمہ سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ جیسے اس (انسان) کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی پھر خدا کا قدم بڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتیں اور اسی لئے جن پر یہ ہوتی ہیں۔ ان کے لئے وہ نشان بولی جاتی ہیں۔ (اس کی نظیر دیکھ لو) کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے دشمنوں نے کیا کیا کوششیں آپ کی ناکامیابی کے واسطے کیں مگر ایک پیش نہ گئی حتی کہ قتل کے منصوبے کئے مگر آخر ناکامیاب ہی ہوئے۔ خدا تعالیٰ یہ تجویز پیش کرتا ہے (اس خاص رحمت کے حصول کے واسطے جو اخلاق وغیرہ حاصل کئے جاویں تو) ان امروں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جاوے نہ کہ ہمارے سامنے۔ اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے۔ کیونکہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں۔ اور زکوٰۃ صاحب مال کو دینی پڑتی ہے مگر نماز ہے کہ ہر ایک (حیثیت کے آدمی) کو پانچوں وقت ادا کرنی پڑتی ہے اسے ہرگز ضائع نہ کریں۔ اسے بار بار پڑھو اور اس خیال سے پڑھو کہ میں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لیوے۔ اُسی حالت میں بلکہ اسی ساعت میں بلکہ اُسی سیکنڈ میں۔ کیونکہ دوسرے دنیاوی حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرا ہوا ہے۔ جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے کہ اسے اس امر پر یقین ہو کہ میں ایک سمیع، علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اگر اسے مہر آجاوے تو ابھی دے دیوے۔ بڑی تضرع سے دعا کرے۔ ناامید اور بدظن ہرگز نہ ہووے اور اگر اسی طرح کرے تو (اس راحت کو) جلدی دیکھ لیوے گا اور خدا تعالیٰ کے اور اور فضل بھی شامل حال ہوں گے اور خود خدا بھی ملے گا تو یہ طریق ہے جس پر کاربند ہونا چاہئے مگر ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ ہے۔ ایک بیٹا اگر باپ کی پرواہ نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 61- 62، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

## نفس کے ہم پر حقوق

خدا کے کلام کو اسی کی زبان میں پڑھنا چاہئے اس میں بھی ایک برکت ہوتی ہے خواہ فہم ہو یا نہ ہو اور ادعیہ ماثورہ بھی ویسے ہی پڑھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلیں۔ یہ ایک محبت اور تعظیم کی نشانی ہے۔ باقی خواہ ساری رات دعا اپنی زبان میں کرتا رہے۔ انسان کو اوّل محسوس کرنا چاہئے کہ میں کیسے مصیبت زدہ ہوں۔ اور میرے اندر کیا کیا کمزوریاں ہیں۔ کیسے کیسے امراض کا نشانہ ہوں اور موت کا اعتبار نہیں ہے۔ بعض ایسی بیماریاں ہیں کہ ایک آدھ منٹ میں ہی انسان کی جان نکل جاتی ہے۔ سوائے خدا کے کہیں اس کی پناہ نہیں ہے۔ ایک آنکھ ہی ہے جس کی تین سو امراض ہیں۔ ان خیالوں سے نفسانی زندگی کی اصلاح ہو سکتی ہے اور پھر ایسی اصلاح یافتہ زندگی کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک دریا سخت طغیانی پر ہے۔ مگر یہ ایک عمدہ مضبوط لوہے کے جہاز پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہوائے موافق اسے لے جا رہی ہے۔ کوئی خطرہ ڈوبنے کا نہیں لیکن جو شخص یہ زندگی نہیں رکھتا۔ اس کا جہاز بودا ہے۔ضرور ہے کہ طغیانی میں ڈوب جاوے۔ عام لوگوں کی نماز تو برائے نام ہوتی ہے۔صرف نماز کو اٹیرتے ہیں اور جب نماز پڑھ چکے تو پھر گھٹنوں تک دعا میں رجوع کرتے ہیں۔

ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کی کہ جب تک حرام خوری وغیرہ نہ چھوڑے تب تک نماز کیا لذت دیوے اور کیسے پاک کرے۔

حضرت اقدس نے فرمایا :۔ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) بھلا جو اوّل ہی پاک ہو کر آیا اسے پھر نماز کیا پاک کرے گی۔

حدیث میں ہے کہ تم سب مردہ ہو مگر جسے خدا زندہ کرے۔ تم سب بھوکے ہو مگر جسے خدا کھلاوے الخ۔ ایک طبیب کے پاس اگر انسان اوّل ہی صاف ستھرا اور مرض سے اچھا ہو کر آوے تو اس نے طبابت کیا کرنی ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی غفوریت کیسے کام کرے۔ بندوں نے گناہ کرنے ہی ہیں تو اس نے بخشنے ہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ وہ گناہ نہ کرے جس میں سرکشی ہو ورنہ دوسرے گناہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگر ان سے بار بار خدا سے بذریعہ دعا تزکیہ چاہے گا تو اسے قوت ملے گی۔ بلا قوت اللہ تعالیٰ کے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ اس کا تزکیہ نفس ہو اور اگر ایسی عادت رکھے کہ جو کچھ نفس نے چاہا اسی وقت کر لیا تو اسے کوئی قوت نہیں ملے گی۔ قوت اس وقت ملے گی جب ان جوشوں کا مقابلہ کرے اور گناہ کی طاقت ہوتے ہوئے پھر گناہ نہ کرے ورنہ اگر وہ اس وقت گناہ سے باز آتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے طاقتیں چھین لی ہیں تو اسے کیا ثواب ہو گا مثلاً آنکھوں میں بینائی نہ رہے تو اس وقت کہے کہ اب میں غیر عورت کو نہیں دیکھتا تو یہ کیا بزرگی ہوئی۔ بزرگی تو اس وقت تھی کہ پیشتر اس کے کہ خدا اپنی دی ہوئی امانتیں واپس لیتا وہ اس کے بے محل استعمال سے باز رہتا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 34- 35، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

نیکی کے ذکر پر فرمایا کہ:۔

نیکی کی جڑ یہی ہے کہ دنیا کی لذات اور شہوات جو کہ جائز ہیں ان کو بھی حد اعتدال سے زیادہ نہ لیوے جیسا کہ کھانا پینا اللہ تعالیٰ نے حرام تو نہیں کیا مگر اب اسی کھانے پینے کو ایک شخص نے رات دن کا شغل بنا لیا ہے۔ اس کا نام دین پر بڑھانا ہے ورنہ یہ لذات دنیا کی اس واسطے ہیں کہ اس کے ذریعہ نفس کا گھوڑا جو کہ دنیا کی راہ میں ہے وہ کمزور نہ ہو۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے یکہ والے جب لمبا سفر کرتے ہیں تو سات یا آٹھ کوس کے بعد وہ گھوڑے کی کمزوری کو محسوس کر کے اسے دَم (دِلا) دیتے ہیں اور نہاری وغیرہ کھلاتے ہیں۔ تا کہ اس کا پچھلا تکان رفع ہو جاوے تو انبیاء نے جو حظّ دنیا کا لیا ہے وہ اسی طرح ہے کیونکہ ایک بڑا کام دنیا کی اصلاح کا ان کے سپرد تھا۔ اگر خدا کا فضل ان کی دستگیری نہ کرتا تو ہلاک ہو جاتے۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت عائشہؓ کے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے کہ اے عائشہ راحت پہنچا۔ مگر انبیاء کا یہ دستور نہ تھا کہ اس میں ہی منہمک ہو جاتے۔ انہماک بے شک ایک زہر ہے ایک بدمعاش آدمی

جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کھاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک صالح بھی کرے تو خدا کی راہیں اس پر نہیں کھلتیں۔ جو خدا کے لئے قدم اٹھاتا ہے۔ خدا کو اس کا ضرور پاس ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی (المائدۃ: 9) تنعم اور کھانے پینے میں بھی اعتدال کرنے کا نام تقویٰ ہے۔صرف یہی گناہ نہیں ہے کہ انسان زنا نہ کرے۔ چوری نہ کرے بلکہ جائز امور میں بھی حد اعتدال سے نہ بڑھے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 37، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

## بنی نوع کے ہم پر حقوق

علالت طبع پر فرمایا کہ:۔

اب دوتین دن سیر بند رہے گی۔ کیونکہ آج کل بارشیں نہیں ہوئیں۔ اس لئے راستہ میں خاک بہت اڑتی ہے اور اسی سے میں بیمار بھی ہو گیا تھا۔

ایک صاحب نے کہا کہ چونکہ لوگ حضور کے آگے آگے چلتے ہیں۔ اس لئے خاک بہت اڑ کر آپ پر پڑتی ہے۔ لیکن اس مجسم رحم انسان نے جواب دیا کہ:۔

نہیں۔ بارش کے نہ ہونے سے یہ تکلیف ہے۔

(اللہ اللہ ! کیا رحم ہے اور حسن ظن ہے کہ اپنے احباب کو ہرگز ملزم نہیں ٹھہراتے)

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 54، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ (اس کے لئے حضرت اقدس کی تصنیف اسلام کی فلاسفی اور کشتی نوح مطالعہ کرنی چاہئے) لوگوں سے مروّت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ وہی اصل متقی ہوتے ہیں (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ہو تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں) اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ: 63) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَ هُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (الاعراف: 197) حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لئے طیار رہو۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی بچہ اس کا چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 60-61، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ادنیٰ سی نیکی بھی ہو تو اس کا ثمرہ دیتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں نقل دیکھی ہے کہ ایک شخص نے اپنے ہمسایہ آتش پرست کو دیکھا کہ چند روز کی برسات کے بعد وہ اپنے کوٹھے پر جانوروں کو دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جانوروں کو دانے ڈال رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ تیرا عمل بیکار ہے۔ اس گبر نے اس کو کہا کہ اس کا ثمرہ مجھے ملے گا۔ پھر وہی بزرگ کہتے ہیں کہ جب دوسرے سال میں حج کرنے کو گیا تو دیکھا وہی گبر طواف کر رہا ہے اس نے مجھے پہچان کر کہا کہ ان دانوں کا ثواب مجھے ملا یا نہیں؟

ایسا ہی ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں سخاوت کی تھی یا رسول اللہ مجھے اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سخاوت نے تو تجھے مسلمان کیا۔

ہزاروں آدمی بغیر دیکھے گالیاں دینے کو تیار ہو جاتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں اور آتے ہیں تو وہ ایمان لاتے ہیں۔ میرا یہ مذہب نہیں کہ انسان صدق اور اخلاص سے کام لے اور وہ ضائع ہو جاوے۔

پھر حضرت حجۃ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ بیان کیا جو کئی بار ہم نے الحکم میں درج کیا ہے اور اس بات پر آپ نے تقریر کو ختم کیا۔

؎ مردانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن از خدا جُدا نہ باشند

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 219، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

## آج کی دعا

## اللہ تعالیٰ کی مکمل ستاری اور مغفرت کے حصول کی دعا

اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِیۡ وَاٰمِنۡ رَوۡعَاتِیۡ۔ اَللّٰھُمَّ احۡفَظۡنِیۡ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیَّ وَمِنۡ خَلۡفِیۡ وَعَنۡ یَّمِیۡنِیۡ وَعَنۡ شِمَالِیۡ وَمِنۡ فَوۡقِیۡ وَاَعُوۡذُ بِعَظَمَتِكَ اَنۡ اُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِیۡ

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب ماذا یقول اذا اصبح۔ حدیث نمبر 5074)

ترجمہ: اے اللہ ! میرے ننگ کو ڈھانپ دے (میرے عیب چھپا دے) اور میرے اندیشوں کو امن میں بدل دے۔ اے اللہ میری حفاظت فرما (ان خطرات سے) جو میرے آگے ہیں اور جو میرے پیچھے ہیں۔ جو میرے دائیں ہیں اور جو میرے بائیں ہیں اور جو میرے اوپر ہیں اور مَیں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں (ان خطرات سے) جو مجھے نیچے سے اچک لیں۔

یہ سید ومولیٰ، خیر البشر، رحمۃ للعالمین، آقائے دو جہاں، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی مکمل ستاری اور مغفرت کے حصول کی اہم دعا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ شام کو اور صبح کے وقت یہ دعا نہ چھوڑا کرتے تھے ہمیشہ پڑھا کرتے تھے کہ (مندرجہ بالا دعا)

ہمارے پیارے قابل صد احترام آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پس اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار کے حوالے سے اس سے مستقل یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ ہمیں اپنی ستّاری کی چادر میں ڈھانپ لے۔

آنحضرت ﷺ نے جو دعائیں سکھائیں ان کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت جُبَیۡر بِن مُطۡعَمؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابن عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ان دعاؤں کو کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ جو یہ ہیں کہ اے اللہ میرے ننگ کو ڈھانپ دے اور میرے اندیشوں کو امن میں بدل دے۔ اے اللہ میری حفاظت فرما (ان خطرات سے) جو میرے آگے ہیں اور جو میرے پیچھے ہیں۔ جو میرے دائیں ہیں اور جو میرے بائیں ہیں اور جو میرے اوپر ہیں اور مَیں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں (ان خطرات سے) جو مجھے نیچے سے اچک لیں۔

(ابوداؤد، کتاب الادب باب ماذا یقول اذا اصبح۔ حدیث نمبر 5074)

یہ اللہ تعالیٰ کی مکمل ستاری اور مغفرت کی دعائیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے تو آپؐ کی ہر قسم کی حفاظت کے، ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کے اللہ تعالیٰ کے وعدے تھے۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا تو شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامھم باب تحریش الشیطان…حدیث نمبر 7110)

یہ دعائیں تو اصل میں ہمیں سکھائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روح کو سمجھتے ہوئے ان دعاؤں کو پڑھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 27 مارچ 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

فرید احمد نوید ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

## قرآنی انبیاء

# حضرت ادریس علیہ السلام

قسط 2

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے بہت سے انبیاء کو اس دنیا میں بھیجا۔ انہیں انبیاء میں سے ایک حضرت ادریسؑ بھی ہیں جنہیں بائبل کی زبان میں حنوک اور انگلش میں ENOCH کہا جاتا ہے۔ آپ کا زمانہ چونکہ بہت پرانا ہے اس لئے معین طور پر آپ کے حالات زندگی کم ہی ملتے ہیں۔ البتہ اسرائیلی افسانوں میں ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ حضرت ادریسؑ کو خدا تعالیٰ نے وفات دیئے بغیر ان کے ظاہری جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھا لیا۔ حقیقت میں یہ عقیدہ نہایت غلط ہے اور خود مسلمان علماء میں سے بھی اکثر نے اس عقیدے پر اعتراض کیا ہے اور اسے اسرائیلی عقیدہ قرار دیا ہے کیونکہ قرآن کریم کی رو سے کسی بشر کے لئے کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ زندہ اسی جسم کے ساتھ آسمان پر جا سکے۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ سے منکرین نے آسمان پر جانے اور وہاں سے ایک کتاب لانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا ’’هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا‘‘ یعنی میں تو صرف ایک بشر ہوں اور اللہ کا رسول ہوں (پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آسمان پر جا کر تمہارے لئے ایک کتاب لے آؤں)

قرآن کریم نے اس واقعہ کو محفوظ کر کے یہ بتلا دیا ہے کہ کوئی انسان اپنے دنیاوی جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک انسان کے لئے اسی دنیا میں زندہ رہنا اور اسی زمین پر مرنا مقدر ہے اور کوئی انسان بھی اس سنت الٰہی سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا ورنہ پھر اسے انسانوں سے اعلیٰ وجود قرار دینا پڑے گا۔

پس حضرت ادریسؑ کے متعلق آسمان پر جانے کی روایتیں غلط اور ناقابل اعتبار ہیں اور خود مسلمان مفسرین نے انہیں اسرائیلی قصے قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ آپ کے حالات زندگی میں سے بہت کم حالات محفوظ ہیں لیکن مختلف محققین کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا تعلق عراق کے شہر بابل سے تھا۔ جہاں سے بعد میں آپ ہجرت کر کے مصر میں آباد ہو گئے۔ آپ حضرت نوحؑ کے بزرگوں میں سے تھے اور حضرت نوحؑ کے متعلق تحقیق یہ بتاتی ہے کہ آپ عراق میں رہنے والے تھے۔

حضرت ادریسؑ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور قرآن کریم میں دو مقامات پر آپ کا ذکر ملتا ہے۔ سورۃ مریم آیت نمبر 56-57 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یعنی اس کتاب میں ادریسؑ کا بھی ذکر کرو۔ بے شک وہ ایک صدیق نبی تھا اور ہم نے اسے بلند مرتبہ عطا کیا تھا۔

اسی طرح سورۃ الانبیاء میں بھی حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے اور آپ کو صبر کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ان دونوں مقامات پر آپ کے ذکر سے پتہ چلتا ہے کہ صبر اور سچائی آپ کی خاص صفات ہیں۔ گو کہ یہ صفات ہر نبی میں ہی ہوتی ہیں لیکن مراد یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں ان صفات کا خاص ظہور ہوا ہو گا اور آپ کے حالات ایسے ہوں گے کہ صبر اور سچائی خاص طور پر نمایاں ہو کر سامنے آئی ہو گی۔

نبوت کی نعمت پانے کے بعد آپ نے لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلانا شروع کیا اور بہت سے لوگوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور ایک جماعت آپ کے متبعین کی تیار ہو گئی۔

دیگر انبیاء کی طرح آپ نے بھی لوگوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں کی تلقین کی۔ عبادت کے طور طریق بھی مقرر کیے گئے اور عیدیں وغیرہ رکھی گئیں۔ جیسے آج کل اسلامی عیدیں چاند کی تاریخوں کے حساب سے منائی جاتی ہیں۔ ویسے ہی اس وقت بھی عیدوں اور قربانیوں کے لئے ستاروں اور سورج وغیرہ سے مدد لی جاتی تھی۔ اسی بناء پر بعض تحقیق کرنے والوں نے یہ بیان کر دیا ہے کہ علم نجوم اور حساب وغیرہ ان کی ایجاد ہے۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی اصل بات یہی ہے کہ آپ نے دیگر انبیاء کی طرح اپنی قوم کو توحید کا درس دیا۔ اعمال صالحہ بجا لانے کی تلقین کی اور آخرت کے متعلق بتایا اور قریباً 82 برس کی عمر پا کر اس عالم فانی سے کوچ فرمایا اور وفات پا کر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ مختلف عرب مصنفین نے حضرت ادریسؑ کو حکمت اور طب کا بانی قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہن کر گزارا کرتے تھے۔

آپ نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کپڑا بننے کی طرف راغب کیا اور یوں کپڑا بننے کا علم رائج ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ چونکہ آپ کے مکمل حالات محفوظ نہیں ہیں اس لئے یہ تمام باتیں خیال اور ظن کا درجہ تو پا سکتی ہیں لیکن انہیں مکمل حقیقت قرار دینا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی یہ درست ہو گا۔ تاہم اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نیک صالح اور برگزیدہ نبی تھے جو حضرت نوحؑ کے آباؤ اجداد میں سے تھے اور حضرت نوحؑ سے کچھ عرصہ قبل مبعوث ہوئے تھے۔

# صفات خدائی کے مظہر اتم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس الانبیاء ﷺ کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب ﷺ کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب ﷺ کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے زبور میں لکھا ہے۔ ’’تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنی تو خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اس لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔‘‘

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ صفحہ 65-66)

ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر۔موروگورو، تنزانیہ

# یونانی فلسفے کے مسلمان مفکرین پر گہرے اثرات اور نظریۂ وحدت الوجود کا تدریجی ارتقاء

(قسط چہارم)

## مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی تنقید اور نظریۂ وحدت الشہود

دسویں صدی ہجری میں اسلامی تعلیمات میں بہت بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ ہرقسم کی بدعات، شرک اور بد رسوم مسلمانوں میں رواج پکڑ چکی تھیں۔ خاص طور پر ہندوستان کے مسلمانوں پر ان کا بہت اثر تھا۔ یہ دور مغل بادشاہ جلال الدین اکبر کا تھا۔ اکبر 964ھ میں تخت نشیں ہوا اور 1014ھ تک مسلسل پچاس برس اس نے حکومت کی۔ اکبر کے دور میں ہندوانہ رسم ورواج کو سرکاری سرپرستی میں بہت عروج ملا۔ اکبر نے اسلامی عقائد کو مسخ کر کے ایک نئے دین کی بنیاد رکھی جسے دین اکبری یا دین الٰہی کا نام دیا گیا۔

اس دور کا دوسرا بڑا فتنہ وحدت الوجود کا نظریہ تھا جو بڑی شدت سے مسلمانوں پر اور علماء اور صوفیاء کے خیالات پر حاوی ہو چکا تھا۔ اسے عمومی طور پر ’’ہمہ اوست‘‘ کی صورت میں قبول کر لیا گیا۔ غلام احمد پرویز اپنے مضمون وحدت الوجود میں لکھتے ہیں:

’’پہلا مسلمان دانشور جس نے مسلمانان ہند کو ہندو تصوف ویدانت سے متعارف کروایا وہ ابو ریحان البیرونی تھا جو غزنوی دور حکومت میں ہندوستان آیا اور ہندوؤں کی بیشتر کتابوں کا عربی اور فارسی میں ترجمہ کیا۔ بیرونی کے بعد شہنشاہ اکبر نے مہابھارت، رامائن اور دیگر کتب کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کروایا۔ لیکن اس باب میں سب سے زیادہ نقصان دارا شکوہ نے پہنچایا۔ اس نے بنارس پنڈتوں کی مدد سے اُنشندوں کا ترجمہ فارسی میں کرایا اور اس کا نام سراکبر رکھا۔ وہ اس کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ قرآن کریم میں جس کتاب مکنون کا ذکر آیا ہے وہ اُنشند ہیں۔ اس نے یوگ بششٹ کا فارسی ترجمہ ’’منہاج السالکین‘‘ کے نام سے کروایا۔ ان کتابوں میں وحدت الوجود کا فلسفہ اس کی شدید ترین شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا:

۔ تخم الحادے کہ اکبر پر درید
باز اندر فطرت دارا دمید
۔ شمع دل در سینہ ہا روشن نبود
ملت ما از فساد ایمن نہ بود

(رموز بیخودی)

یہ ٹھیک ہے کہ اکبر نے الحاد کا بیج بویا تھا لیکن اس کے تُخم الحاد اور دارا شکوہ کے شجر الحاد میں بڑا فرق ہے۔ اکبر کا الحاد برہنہ سامنے آیا تھا اس لئے اس سے ملت اسلامیہ نے فریب نہیں کھایا۔ لیکن دارا شکوہ کے الحاد نے تصوف کے نقاب میں یلغار کی اور اس متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی۔

(وحدت الوجود از غلام احمد پرویز)

یہ وہ دور تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید دین کے لئے مجددین کے ظہور کی پیشگوئی ایک بار پھر بڑی شان سے پوری ہوئی اور حضرت شیخ احمد سرہندی کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح اُمت کے لئے کھڑا کیا۔ آپ 971ھ کو سرہند میں پیدا ہوئے اور 1033ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ابن عربی کی وفات اور آپ کی ولادت کے درمیان سوا تین سو سال کا عرصہ بنتا ہے۔ ان تین صدیوں میں نظریہ وحدت الوجود کا طلسم پوری شدت سے مسلم ذہنوں پر اثر انداز ہو چکا تھا۔ وجودیوں اور متکلمین کے درمیان مناظروں، مباحثوں اور تکفیر بازی کا سلسہ جاری تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے ان دونوں محاذوں (یعنی بدعات اور وحدت الوجود) پر بڑا زبردست کام کیا۔ اس جہاد میں آپ کو مغل بادشاہ جہانگیر کے دور میں قید و بند کی صعوبت بھی برداشت کرنا پڑی۔ آپ نے نظریہ وحدت الوجود کی ہمہ اوست کی تعبیر کو غیر اسلامی اور غیر شرعی قرار دیا اور اس کے مقابل پر اپنا نظریہ پیش کیا جسے وحدت الشہود کا نام دیا گیا۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ محی الدین ابن عربی نے اپنے نظریہ وحدت الوجود کی بنیاد اپنے کشف پر رکھی اور مجدد الف ثانی نے اپنے نظریہ وحدت الشہود کی بناء بھی اپنے کشف پر رکھی۔

## وحدت الوجود بمقابلہ وحدت الشہود

۔ جگ میں آ کر ادھر اُدھر دیکھا
تُو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
۔ جان سے ہو گئے بدن خالی
جس طرف تُو نے آنکھ بھر دیکھا

(میر درد)

ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود خالق اور مخلوق کے درمیان اتحاد اور وحدت کا نظریہ ہے فرق صرف یہ ہے کہ ابن عربی کائنات کو خارج میں تسلیم نہیں کرتے اور اسے خدا کے خیال میں قائم سمجھتے ہیں جبکہ وحدت الشہود کے مطابق کائنات حقیقت میں خارج میں موجود ہے اور وحدت صرف مشاہدے ہیں ہے۔

اسے یوں سمجھ لیں جیسے آسمان پر ستارے موجود ہونے کے باوجود سورج کی موجودگی میں نظر نہیں آتے۔ یا ایسے وقت میں جب آپ ارد گرد کی اشیاء دیکھ رہے ہوں اور یکدم آپ کی آنکھوں میں تیز روشنی ڈال دی جائے تو آپ کو سوائے اس روشنی کے کچھ اور نظر نہیں آتا۔ مجدد الف ثانی کا کہنا تھا کہ عشق خداوندی میں وہ مقام آتا ہے جب خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا بلکہ ہر شے میں خدا کا نور جھلکتا نظر آتا ہے۔ یعنی کہ وحدت وجود میں نہیں بلکہ شہود اور مشاہدے میں ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غالب کہتا ہے

۔ اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

اب میں یہاں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی حقیقت اور ان دونوں میں فرق کو خود حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

(قارئین سے درخواست ہے کہ حضرت مجدد کے اس بیان کو مراتب اور تنزیلات کے اُس چارٹ کو ذہن میں رکھ کر پڑھیں جو میں اوپر درج کر چُکا ہوں)۔ آپ لکھتے ہیں:۔

## وحدت الوجود

’’سب سے پہلے شیخ محی الدین ابن عربی جو صوفیائے متاخرین کے امام ومقتداء ہیں اس مسئلہ میں ان کا مذہب بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ اس فقیر پر منکشف ہوا ہے تحریر کیا جائے گا تا کہ دونوں مذہبوں کے درمیان پورے طور پر فرق ظاہر ہو جائے اور باریک دقائق کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ غلط ملط نہ ہوں۔

شیخ محی الدین اور ان کے متبعین فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل وعلا کے اسماء وصفات ذات واجب تعالیٰ کا بھی عین ہیں اور اس طرح ایک دوسرے کا بھی عین ہیں۔مثلاً علم و قدرت جس طرح حق تعالیٰ کا عین ذات ہیں اسی طرح ایک دوسرے کا بھی عین ہیں۔ لہٰذا اس مقام میں کسی اسم اور رسم یعنی نشان کی کوئی تعداد اور کثرت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تمائز و تبائن یعنی تمیز وفرق ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان اسماو صفات اور شیون اعتبارات نے حضرت علم میں اجمالی اور تفصیلی طور پر تمائز و تبائن پیدا کیا ہے۔ اگر اجمالی تمیز ہے تو وہ تعین اول سے تعبیر کی جاتی ہے اور اگر وہ تفصیلی تمیز ہے تو وہ تعین ثانی سے موسوم ہے۔

تعین اول کو وحدت کہتے ہیں اور اسی کو حقیقت محمدی سمجھتے ہیں۔ اور تعین ثانی کو واحدیت کہتے ہیں اور تمام ممکنات کے حقائق گمان کرتے ہیں۔ اور ان حقائق ممکنات کو اعیان ثابتہ جانتے ہیں۔ اور یہ دو علمی تعین جو کہ وحدت اور واحدیت ہیں ان کو مرتبہ وجوب میں ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان اعیان ثابتہ نے وجود خارجی کی بُو تک نہیں پائی اور خارج میں احدیت مجردہ کے سوا کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ اور یہ کثرت جو خارج

میں ظاہر ہوتی ہے ان اعیان ثابتہ کا عکس ہے جو ظاہر وجود کے آئینے میں منعکس ہوا ہے جس کا کوئی جزو بھی خارج میں موجود نہیں ہے اور خیالی وجود پیدا کرلیا ہے جس طرح ایک شخص کی صورت آئینے میں منعکس ہو کر وجود تخیلی پیدا کرے۔ اس عکس کا وجود صرف تخیل میں ثابت ہے اور آئینے میں کسی شے نے حلول نہیں کیا ہے اور نہ ہی آئینے کی سطح پر کوئی چیز منقش ہوئی ہے۔ بلکہ اگر کچھ منقش ہے تو صرف خیال میں ہے جو آئینے کی سطح پر متوہم ہوگیا ہے۔ یہ کثرت جو خارج میں ظاہر ہوتی ہے تین قسموں میں منقسم ہے۔ قسم اول تعین روحی ہے اور قسم دوم تعین مثالی اور قسم سوم تعین جسدی کہ جس کا تعلق عالم شہادت سے ہے۔ ان تینوں تعینات کو تعینات خارجیہ کہتے ہیں اور امکان کے مرتبہ میں ثابت کرتے ہیں۔ تنزلات خمسہ سے مراد یہی تعینات پنجگانہ ہیں اور ان تنزلات کو حضرات خمس بھی کہتے ہیں۔ اور چونکہ علم اور خارج میں سوائے ذات واجب تعالیٰ اور اسماء و صفات جل سلطانہٗ کے جو عین ذات تعالیٰ و تقدس ہیں ان کے نزدیک ثابت نہیں اور انہوں نے صورت علمیہ کو ذی صورت کا عین گمان کیا ہے نہ کہ شبیہ یعنی جسم اور امثال۔ اور اسی طرح اعیان ثابتہ کی صورت منعکسہ کو جو ظاہر ہوئی ہے انہوں نے ان اعیان کا عین تصور کرلیا ہے نہ کہ ان کی شبہ۔ اس لئے انہوں نے اتحاد کا حکم لگا دیا اور ”ہمہ اوست“ کہا ہے۔ یہ ہے وحدت الوجود میں شیخ محی الدین ابن عربی کے مذہب کا اجمالی بیان۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب اول صفحہ 20-21)

## وحدت الشہود:

## (اعدام متقابلہ بمقابلہ اعیان ثابتہ)

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی اپنے نظریہ وحدت الشہود کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”واجب جل سلطانہٗ کے اسماء وصفات خانہء علم میں بھی تفصیل وتمیز رکھتے ہیں اور منعکس ہوگئے ہیں۔ اور ہر اسم وصفت کی تمیز کے لئے مرتبہء عدم میں ایک مقابل اور ایک نقیض ہے۔ مثلاً مرتبہ عدم میں صفت علم کا مقابل اور نقیض عدم علم ہے جس کو جہل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور صفت قدرت کے مقابل عجز ہے جس کو عدم قدرت ہے علی ھذا القیاس۔ ان عدمات متقابلہ نے بھی علم واجبی جل شانہٗ میں تفصیل وتمیز پیدا کی ہوئی ہے۔ اور اپنے متقابلہ اسماء وصفات کے آئینے اور ان کے عکسوں کے ظہور اور جلوہ گاہ بن گئے ہیں۔ فقیر کے نزدیک وہ عدمات ان اسماء وصفات کے عکوس کے ساتھ ممکنات کے حقائق ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ وہ عدمات ان ماہیتوں کے لئے اصول اور مواد کے رنگ میں ہیں اور وہ عکوس ان مواد میں حلول کرنے والی صورتوں کی مانند ہیں۔ شیخ محی الدین کے نزدیک ممکنات کے حقائق وہ تمام اسماء وصفات ہیں جو مرتبہء علم میں امتیازی کیفیت رکھتے ہیں اور فقیر کے نزدیک ممکنات کے حقائق وہ عدمات ہیں جو اسماء وصفات کے نقائض یعنی ضد ہیں۔ مثلاً ممکن کا علم واجب تعالیٰ وتقدس کے علم کا ایک پرتو اور ظل ہے جو اپنے مقابل میں منعکس ہوا ہے اور ممکن کی قدرت بھی ایک ظل ہے جو عجز میں اس کے مقابل ہو کر منعکس ہوگئی ہے۔ اور اسی طرح ممکن کا وجود حضرتِ وجود کا ایک ظل ہے جو عدم کے آئینے میں اس کے مقابل ہو کر منعکس ہوگیا ہے۔ لیکن فقیر کے نزدیک کسی شے کا ظل اس شے کا عین نہیں ہوتا بلکہ اس کا شبہ اور مثال ہے اور ایک کا دوسرے کے ثبوت میں پیش کرنا ممتنع اور محال ہے۔ لہٰذا فقیر کے نزدیک ممکن، واجب کا عین نہیں ہے کیونکہ ممکن کی حقیقت عدم ہے اور اسماء وصفات کا وہ عکس ہے جو اس عدم میں منعکس ہوگیا ہے اور ان اسماء وصفات کی شبہ اور مثال ہے نہ کہ ان صفات کا عین۔ لہٰذا ہمہ اوست کہنا درست نہیں بلکہ ہمہ از اوست کہنا درست ہے۔ لہٰذا معلوم ہوگیا کہ عالم خارج میں وجود ظلی کے ساتھ موجود ہے جس طرح حضرت حق سبحانٗہ وجود اصلی کے ساتھ بلکہ اپنی ذات کے ساتھ خارج میں موجود ہے۔ اگر کہا جائے کہ شیخ محی الدین اور ان کے متبعین بھی عالم کو حق تعالیٰ کا ظل جانتے ہیں تو پھر فرق کیا ہوا؟ یہ لوگ چونکہ ظل کے لئے وجود خارجی ثابت نہیں کرتے اس لئے اصل پر محمول کرتے ہیں اور یہ فقیر چونکہ ظل کو خارج میں موجود جانتا ہے اس لئے اس پر حمل کرنے کی پیشقدمی نہیں کرتا۔ ظل سے اصلی وجود کی نفی میں یہ فقیر اور وہ سب شریک ہیں اور وجود ظلی کے اثبات میں بھی متفق ہیں۔ لیکن یہ فقیر وجود ظلی کو خارج میں ثابت کرتا ہے اور وہ وجود ظلی کو وہم اور تخیل میں گمان کرتے ہیں اور خارج میں احدیت مجردہ کے سوا کچھ موجود نہیں جانتے اور صفات ثمانیہ یعنی آٹھ صفات کو بھی جن کا وجود اہل سنت والجماعت کی آراء کے موافق خارج میں ثابت ہو چکا ہے ان کو بھی علم کے سوا ثابت نہیں کرتے۔ اور جو کچھ فقیر نے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ممکن پر وجود کا اطلاق بطریق حقیقت ہے نہ کہ بطریق مجاز، وہ بھی اس تحقیق کے منافی نہیں کیونکہ ممکن خارج میں ظلی وجود کے ساتھ بطریق حقیقت موجود ہے نہ کہ توہم اور تخیل کے طور پر جیسا کہ یہ گمان کرتے ہیں۔“

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر 1 صفحہ 23-25)

حضرت مجدد الف ثانی پر وحدت الوجود کی حقیقت کشفی طور پر ظاہر ہوئی۔ اسے بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

”یہ فقیر بچپن سے توحید وجودی کے مشرب پر کاربند رہا۔ فقیر کے والد بزرگوار قدس سرہٗ کا بھی یہی مشرب رہا ہے اور ان کا طریق اشتغال بھی ہمیشہ یہی رہا ہے۔ تھوڑی مدت کی مشق کے بعد توحید وجودی کے جملہ حقائق ومعارف اس فقیر پر روشن ہو گئے اور اس مقام پر ابن عربی کو جو حقائق و دقائق حاصل ہوئے وہ سب مجھے حاصل ہو گئے۔ یہ حال ایک مدت تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک طول پکڑ گیا۔ ناگہاں رحمت الٰہی دریچہ غیب سے میدان میں نمودار ہوئی اور بے چونی اور بے چگونی کے چہرہ کو ڈھانپنے والے پردہ کو اتار پھینکا اور سابقہ علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے تھے زائل ہونے لگے اور احاطہ وسریان اور قرب ومعیت ذاتیہ کے جو کوائف اس مقام میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ صانع عالم کو ان مذکورہ نسبتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ حق تعالیٰ کا احاطہ اور قرب علمی ہے جیسا کہ اہل حق کے ہاں ثابت وسلّم ہے۔ حق تعالیٰ کسی شے سے متحد نہیں ہے۔ خدا خدا ہے اور عالم عالم، واجب ممکن کا عین اور قدیم حادث کا عین ہرگز نہیں ہوسکتا۔ توحید وجودی کے مشرب کے مخالف علوم ومعارف کے حصول کے بعد فقیر بہت بے قرار ہوا کیونکہ اس توحید سے بڑھ کر کوئی اور اعلیٰ امر نہ جانتا تھا اور عاجزی اور انکساری سے دعا کرتا تھا کہ یہ معرفت زائل نہ ہوجائے یہاں تک کہ سارے حجابات نظروں کے سامنے سے ہٹ گئے اور حقیقت پورے طور پر منکشف ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ عالم ہر چند صفات کمالات کا آئینہ اور ظہور اسماء الٰہی کی جلوہ گاہ ہے لیکن مظہر ظاہر کا عین اور ظل نہیں ہے جیسا کہ توحید وجودی والوں کا مسلک ہے۔“

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر 31)

حضرت مجدد الف ثانی نے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بڑی واضح تشریح فرمائی ہے۔ دونوں نظریات کے مطابق اس کائنات کا وجود ظلی اور مجازی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ابن عربی ممکن یا حادث کو خارج میں تسلیم نہیں کرتے اور اسے صرف خدا کے تخیل میں مانتے ہیں جبکہ مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ ممکن اپنے مجازی اور ظلی وجود کے ساتھ خارج میں بطریق حقیقت موجود ہے۔ پہلے جو بحثیں متکلمین اور وجودیوں کے درمیان تھیں اب یہ جھگڑا وجودیوں اور شہودیوں کے درمیان شروع ہو گیا۔ جب یہ جھگڑے طول پکڑ گئے تو اس تنازع کے حل کے لئے ایک اور بڑی شخصیت میدان میں اُتری اور یہ شخصیت تھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تھی۔

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تطبیق

حضرت شاہ ولی اللہ مجدد الف ثانی کی وفات کے 80 سال بعد مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ یہ دور مسلمان حکومت کے زوال کا تھا۔ شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کی اصلاح و تربیت کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی ان کی راہنمائی کی۔ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا۔ ان کی مشہور کتاب ”اَلْحُجَّةُ الْبَالِغَة“ ہے جسے امام غزالی کی کتاب ”احیاء العلوم“ کی طرح بڑا علمی مقام حاصل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے دور میں بھی وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے جھگڑے عروج پر تھے۔ آپ نے کوشش کی کہ ان میں تطبیق پیدا کی جائے۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب (مکتوب مدنی) بنام اسمٰعیل آفندی بن عبد اللہ رومی المدنی تحریر فرماتے ہیں:

”مجھے آپ کا مراسلہ مل گیا ہے جس میں آپ نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ مجدد احمد سرہندی کے اقوال کی روشنی میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے متعلق سوال کیا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ

ان دونوں بزرگوں کے اقوال میں تطبیق دی جا سکے۔

اور جان لو کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود دو لفظ ہیں جن کا استعمال دو مختلف مواقع پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کبھی ان دونوں لفظوں کو سیر الی اللہ کے حوالے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں کہا جاتا ہے کہ فلاں سالک کا مقام وحدت الوجود ہے اور فلاں سالک کا وحدت الشہود کے مقام پر ہے۔ چنانچہ یہاں وحدت الوجود سے مراد ایک خاص استغراق ہے جو تمام عالم کی اس جامع حقیقت کی معرفت میں حاصل ہوتا ہے جس کی رُو سے فرق اور امتیاز کے ایسے تمام احکام ساقط ہو جاتے ہیں جن کی بناء پر خیر اور شر کا باہمی تعلق قائم ہے۔ یہ مقام بعض سالکین کا درپیش ہوتا ہے اور وہ اسی حالت میں رہتے ہیں تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مقام سے خلاصی بخش دے۔ اور وحدت الشہود وہ مقام ہے جہاں جمع اور تفرقہ دونوں بیک وقت نظر میں رہتے ہیں۔ چنانچہ اس مقام کے سالک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء ایک خاص نقطہ پر تو واحد ہیں لیکن ایک دوسرے نقطہ نظر سے باہم مختلف ہیں اور کثرت اسی وجہ سے ہے۔ چنانچہ یہ مقام پہلے والے مقام سے زیادہ بلند اور کامل تر ہے۔''

''اور ہمارے نزدیک واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں جو مکشوف ہوئی ہیں اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں:

''شیخ مجدد احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں صفات ثمانیہ یعنی اللہ تعالیٰ کی آٹھ اُمہات صفات کے بارے میں کہا ہے کہ یہ صفات خارج میں موجود ہیں۔ چنانچہ لازم ٹھہرا کہ وہ صفات خارج میں ذات واجبہ سے علیحدہ اور ممیز ہوں اور یہ بھی کہا کہ ہر صفت کے بالمقابل ایک عدم ہے۔ چنانچہ صفت علم کے مقابل جو عدم ہے اسے جہل سے موسوم کریں گے۔ اور صفت قدرت کے مقابل عدم کو عجز کہیں گے اور تمام عدمات کو علم حق میں علیحدہ علیحدہ تشخص حاصل ہے۔ پس ممکنات کے حقائق دراصل اسماء وصفات کے عکوس ہیں جو ان کے متعلقہ اعدام میں ظاہر ہوئے۔ پس یہ اعدام ماہیات کے لئے ایک مادے کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسماء وصفات کے عکوس گویا مادے میں حلول کی ہوئی صورتوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔''

حضرت مجدد اور حضرت شاہ ولی اللہ کے ان ارشادات سے جو خاص بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ دونوں حضرات کے نزدیک عدم مطلق یا عدم محض کوئی شے نہیں بلکہ عدم بھی وجود رکھتا ہے اور اعدام متقابلہ کے لئے وہ مادہ مہیا کرتا ہے جس میں صفات باری تعالیٰ منعکس ہو کر انہیں خارج میں ظلی وجود کے طور پر ظاہر کرتی ہیں۔ دوسری اہم بات یہ کہ صفات باری تعالیٰ خدا تعالیٰ کا عین نہیں بلکہ غیر ہیں۔ جبکہ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی جملہ صفات کے مجموعے کا نام ہے جو خدا کا عین ہیں۔

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام (حکم وعدل) کے فیصلہ کُن ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس اُمت کے لئے حکم اور عدل بنا کر مبعوث فرمایا۔ اُمت میں جاری تنازعات کا جو فیصلہ آپ فرمائیں گے وہی قابل قبول ہو گا۔ چنانچہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے جھگڑے میں آپ نے وحدت الوجود کے ہمہ اوست نظریے کو کُلیتاً رد فرما کر وحدت الشہود کو توحید کی بنیاد قرار دیا۔ آپ اپنے ایک خط بنام میر عباس علی لدھیانوی تحریر فرماتے ہیں:

''اس عاجز نے ہر چند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر وتفکر تمام دیکھا اور محی الدین ابن عربی کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی جو اس طرح کے خیالات سے بھرے ہوئے ہیں اور خود عقل خداداد کی رُو سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا لیکن آج تک اس دعویٰ کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حجت ہاتھ نہیں آئی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوتے ہیں کہ جو کسی طرح اُٹھ نہیں سکتیں۔ اول بڑی بھاری دلیل مسلمانوں کے لئے بلکہ ہر یک کے لئے جو حق پر قدم مارنا چاہتا ہے قرآن شریف ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کی آیات محکمات میں بار بار اور تاکیدی طور پر کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ہے وہ سب مخلوق ہے اور خدا اور انسان میں ابدی امتیاز ہے کہ جو نہ اس عالم میں اور نہ دوسرے عالم میں منقطع ہو گی۔''

(مکتوبات احمد جلد اول مکتوب نمبر 41)

اسی طرح حضرت اقدس علیہ السلام اپنے ایک مکتوب بنام منشی مظہر حسین صاحب مسئلہ وحدت الوجود کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''بینات قرآنیہ ہرگز اس مسئلہ کی تائید نہیں کرتیں بلکہ قرآن شریف نے جا بجا امتیاز حقیقی خالق اور مخلوق میں بتایا ہے۔ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ (الشوریٰ: 12) لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَ ہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ (الانعام: 104) یہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مخلوق خالق کا حقیقت میں عین ہی ہے صرف تغائر اعتباری ہے۔ سو میں اب بھی کہتا ہوں اور باصرار کہتا ہوں کہ قرآن شریف پر وجودیوں کی یہ تہمت ہے۔ بینات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کرنا کج دل آدمیوں کا کام ہے۔''

(مکتوبات احمد جلد اول)

پھر فرمایا: ''وجودیوں کے مذہب کا لُبِّ لُباب یہ ہے کہ ہم اور خُدا ایک ہی ہیں صرف درمیان میں اعتباری تغائر ہے جیسا کہ اپنے خط میں آپ خود تسلیم کر چکے ہیں اور محی الدین ابن عربی صاحب جا بجا اپنی تالیفات میں اسی پر زور دیتے ہیں کہ الخالق عین خلوقہٖ دیکھو فصوص الحکم کے پہلے صفحات پر۔ پس جب کہ وجودی بزعم خود خدا ہوئے تو اب کس قدر ان پر اعتراض ہوتے ہیں۔ کیا کوئی گن سکتا ہے؟ کیا خدائے عز وجل کی روح کبھی خدائی کے مرتبہ سے تنزل بھی کرتی ہے۔''

''رومی (مولانا روم) کی عبارت سے صرف توحید شہودی معلوم ہوتی ہے اس کو جاہل وحدت وجودی سمجھتے ہیں۔ محی الدین نے غلطی کھائی ایک بشر تھا بھول گیا اس کا بوجھ اس پر اور تمہارا تُم پر۔ اور سید گیلانی (شیخ عبد القادر گیلانی) پر وجودیت کی تہمت ہے ان کا قول ہے کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھو زندقہ۔ فتوح الغیب کو آپ نے نہیں پڑھا یا اگر پڑھا ہے تو نہیں سمجھا۔ فتوح الغیب تو وجودیوں کی جڑ کاٹتی ہے اس کو غور سے پڑھو تا معلوم ہو۔''

''حضرت محی الدین صاحب فصوص میں فرماتے ہیں۔ بَلۡ ھُوَ عَیۡنُہٗ لَا غَیۡرُھَا۔ اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ وجودی مخلوق کو عین خالق کا سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں حقیقی طور پر نہ مجازی طور پر۔ کیونکہ اگر اس جگہ کسی مجاز کو دخل ہو تو پھر وہ توحید شہودی ہو گی نہ وحدت وجودی۔''

پھر فرمایا: ''جن بزرگوں کو اپنے سلوک ناتمام اور کشف خام کی وجہ سے یہ دھوکا لگا ہے وہ تو ایک وجہ سے معذور بھی تھے۔ اسی وجہ سے ہماری تمام ملامت سے جو اس خط میں ہم نے کی ہے وہ مستثنیٰ ہیں۔ اور باوجود اس خطا کے ہم ان کو بزرگ ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لطف ومرحمت نے اس غلطی پر انجام کار کو قریب موت ہی ہو ان کو متنبہ کر دیا ہو گا جیسا کہ عین موت کے وقت مجدد سرہندی کے مرشد اس غلطی پر متنبہ کئے گئے اور اپنے آخری وقت میں اس ضلالت کے خیال سے توبہ کی اور لوگوں کو اس توبہ کا گواہ کیا۔ سو ہمارا دل بڑے استحکام سے شہادت دیتا ہے کہ محی الدین ابن العربی صاحب نے بھی اپنے آخری وقت میں توبہ کی ہو گی اور اپنے اقوال مردودہ سے رجوع کر لیا ہو گا۔''

(مکتوب بنام شیخ مظہر حسین۔ مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 669)

## شطحیات

بعض بزرگوں کی طرف ایسے کلمات منسوب ہیں جن کی اگر تاویل نہ کی جائے تو وہ صریحاً کفریہ اور شرکیہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان اقوال کی وجہ سے عوام الناس نے بڑا دھوکا کھایا ہے اور انہیں وحدت الوجود کے لئے سند پکڑا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان کلمات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اگرچہ یہ کلمات عشق کی شدت کی حالت میں نکلے جو دراصل وحدت شہودی کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر بظاہر وحدت الوجود کو تقویت دیتے نظر آتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

''لوگ توحید شہودی کے معنوں کو بگاڑ کر خونخواہ وحدت وجودی کی طرف لے آتے ہیں۔ چنانچہ کسی کا سکر اور فنائے نظری کی حالت میں اَنَا الۡحَقّ کہنا، ہمہ اوست کا کلمہ زبان پر لانا یا سُبۡحَانِیۡ مَآ اَعۡظَمَ شَاۡنِیۡ مِنۡہُ سے نکلنا یہ سب کلمات عشقی محویت کی حالت میں توحید شہودی کے چشمہ سے نکلے ہیں اور وجودیوں کی یہ ناقص العقلی اور خباثت الباطنی ہے جو کہ ان عاشقانہ کلمات کو وحدت وجودی پر نازل کرتے ہیں۔''

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 652)

''وہ کلمات توحید شہودی کے پاک چشمہ سے تھے نہ مکدر نہ مغشوش چشمہ وحدت وجود سے۔ کیونکہ فنا اور محویت عشقی کا نتیجہ توحید شہودی ہے

نہ وجودی۔ جو شخص غلبہء عشق سے فانی اور محو ہوگیا ہے اس کو اس تحقیق سے کیا غرض کہ واقعی امر ہمہ اوست ہے یا ہمہ از اوست۔ وہ تو محویت عشق کے جوش سے کہتا ہے من تو شدم تو من شدی عشق آمد شد خودی۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 653)

’’کبھی عارف خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق میں ڈوب کر ایک طرفۃ العین کے لئے اس کے رنگ سے رنگین ہو جاتا ہے اور اس عاشقانہ بے تمیزی میں الوہیت کی چادر اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے اور بیخودی کی حالت میں اَنَا الْحَقُّ یا سُبْحَانِیۡ مَآ اَعْظَمَ شَأْنِیۡ کے مثل الفاظ اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ تب جاہل یا تو اس کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے اور یا اس کے مستانہ قول کو فرقہ ضالہ وحدت الوجود کے لئے سند پکڑتا ہے۔ اگرچہ کسی اہل اللہ کے منہ سے اَنَا الْحَقُّ وغیرہ نکلنا اس کے ضعف اور کمزوری کی نشانی ہے اور اس بات پر دال ہے کہ ابھی وہ شخص عبودیت کے اعلیٰ ترین مقام پر جو منتہائے دائرہ کمالات انسانی ہے نہیں پہنچا۔ لیکن ایسے ایسے الفاظ میں یہ نقصان ہے کہ ان سے بہت سے لوگ فتنہ میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں۔ سو ذاتی اور اخلاقی لیاقت عارف کی یہی ہے کہ ایسے جوشوں کو دبا رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں کے منہ سے ایسے ایسے شطحیات ہرگز نہیں نکلے۔ لیکن ناتمام عارفوں کی مستانہ بکواس سے نادانوں کو بہت نقصان پہنچا اور جس نشہ کی ایک باافراط جوش نے ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکالے تھے اس کی طرف جاہلوں کا خیال نہیں آیا اور اس شک میں پڑ گئے کہ درحقیقت مخلوق خالق کا عین ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 666)

شطحیات پر امام غزالی کا بیان:

’’عارفوں نے حقیقت کی انتہائی بلندی پر پہنچنے کے بعد بالاتفاق یہ بات کہی ہے کہ انہوں نے وجود واحد یعنی حق تعالیٰ ہی کو دیکھا۔ لیکن ان میں سے کچھ کے لئے یہ حالت علمی عرفان کی ہے اور کچھ کے لئے خالص ذوقی وحالی ہے۔ ان کی نظروں میں کثرت بالکلیہ معدوم ہو جاتی ہے اور وہ وحدانیت محض میں ڈوب جاتے ہیں۔ اس میں ان کی عقلیں گُم ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ آئینہ حیرت بن کر رہ جاتے ہیں۔ نہ انہیں خود اپنا ہوش رہتا ہے اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی اور کی یاد سمائی ان کے اندر باقی رہتی ہے۔ وہ فی الواقع مدہوش ہو جاتے ہیں اور ان کی عقلیں ان سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کوئی اَنَا الْحَقّ پکار اٹھتا ہے کوئی سُبْحَانَ مَآ اَعْظَمَ شَأْنِیۡ اور کسی کی زبان سے مَافِی الْجُبَّۃِ اِلَّا اللّٰہُ کا فقرہ نکل جاتا ہے۔ عاشقوں کے کلام کو جو حالت سکر میں ان سے صادر ہوتا ہے لپیٹ کر رکھ دینا چاہئے اس کا بیان نہیں کیا جانا چاہئے۔ جب وہ حالت سکر سے باہر آتے ہیں تو وہ جان لیتے ہیں کہ فی الواقع اتحاد نہیں تھا بلکہ اس سے ملتی جلتی حالت تھی۔‘‘

(مشکوۃ الانوار صفحہ 19)

## نظریہ وحدت الوجود کے رد میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے دلائل

جلسہ سالانہ 1921ء کے موقع پر حضور نے ’’ہستی باری تعالیٰ‘‘ کے موضوع پر تقریر فرمائی جو اسی عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں جہاں آپ نے ہستی باری تعالیٰ کے زبردست دلائل دیئے وہاں وحدت الوجود کے حامیوں کی طرف سے پیش کی جانے والی تاویلات اور تشریحات کو قوی دلائل سے نمبر وار توڑ کر رکھ دیا۔ میں قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے مجھے امید ہے کہ قارئین کو وحدت الوجود، وحدت الشہود اور دونوں میں فرق وضاحت سے سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں وحدت الشہود کے بارہ حضرت امام الزماں علیہ السلام کا ایک نہایت پُرمعارف ارشاد اور چند اشعار بھی پیش کر دوں تاکہ کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’اس جگہ ایک قرآنی نکتہ کہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو اس کی آفتاب پرستی کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے صرح ممرد کی شکل میں دکھایا یاد رکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ۔ (النمل:45) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اجرام علوی واجسام سفلی میں نظر آتا ہے جن میں سے بعض کی جاہل لوگ پرستش بھی کرتے ہیں تمام یہ چیزیں ہیچ اور معدوم محض ہیں۔ پرستش کے لائق نہیں اور جو کچھ بظاہر ان میں طاقتیں نظر آتی ہیں ان کی طرف منسوب کرنا ایک دھوکا ہے بلکہ ایک ہی طاقت عظمیٰ ان سب کے نیچے پوشیدہ ہے کہ جو درحقیقت ان سے الگ ہے اور وہی یہ سب کرشمے دکھلا رہی ہے۔ جیسا اس صرح ممرد کے نیچے پانی تھا اور اس صرح کا عین نہیں تھا بلکہ اس سے الگ تھا مگر بلقیس کی نظر سقیم میں عین دکھائی دیا تب ہی اس نے ان شیشوں کو بہتے پانی کے دریا کی طرح سمجھا اور اپنی پنڈلیوں پر سے پاجامہ اٹھالیا۔ یہ اس کو ایسا ہی دھوکا لگا تھا جیسا اس کو آفتاب پرستی میں لگا تھا کہ وہ طاقت عظمیٰ اس کو نظر نہ آئی کہ جو درپردہ آفتاب سے عجائب کام ظہور میں لاتی اور اس سے الگ تھی۔ اسی طرح دنیا ایک ایسے شیش محل کی طرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفا شیشوں سے کیا گیا اور پھر ان شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہے جو نہائت تیزی سے چل رہا ہے۔ اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے ان شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسے پانی سے حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں۔ سو یہ نکتہ کہ جو تمام عالم کے انکشاف حقیقت کے لئیے عمدہ ترین اصول ہے اہل اللہ سے بہت مناسبت رکھتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 665)

## حضرت اقدس علیہ السلام کا منظوم کلام

حمد رب العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار جا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اُس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمہء خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

## کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں

ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سر طور ہے
تری آنکھ میں مرا نور ہے مجھے کون کہتا ہے دور ہے
مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو یہ تری نظر کا قصور ہے

مجھے دیکھ رفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں
مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ روئے نگار میں
کبھی بلبلوں کی صدا میں سُن کبھی دیکھ گُل کے نکھار میں
میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں

میرا نور شکل ہلال میں میرا حُسن بدر کمال میں
کبھی دیکھ طرز جمال میں کبھی دیکھ شان جلال میں
رگ جاں سے ہوں میں قریب
ترا دل ہے کس کے خیال میں

رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ و صدر جماعت مالٹا

# جماعت احمدیہ مالٹا کی خدمت انسانیت

انسانیت کی بھلائی اور خدمت اسلامی تعلیمات کا خاصہ اور طرہ امتیاز ہے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ نے ہمیشہ انسانیت کی خدمت کے لیے صف اول میں رہنے کی کوشش کی ہے۔ خدمت انسانیت کے اس فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے آقا حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ یہ نعرہ ہم خاص طور پر غیروں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ہم یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ ہم آپس میں نفرتوں کی دیواروں کو گرا کر پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں۔ پس اگر ہم کسی بھی قسم کی خدمت انسانیت کرتے ہیں، ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو یہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کر کے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے۔ ۔ ۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ایک ذریعہ ہے اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ ۔ ۔ اس زمانے میں ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے، ہمدردی خلق اور محبت کے اصول اپنانے کے لئے چنا ہے اور آپ نے ہمیں وہ اصول سکھائے اور تعلیم دی۔

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 280-282)

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور خلافت احمدیہ کے زیر سایہ دنیا کے ہر ملک میں خدمت انسانیت کے اسی سچے جذبہ سے سرشار ہے۔ اور انسانیت کی خدمت کرنے اور ان کے چہروں پر خوشی لانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی ہے۔ جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا کو ماہ دسمبر، جو کہ مغربی ممالک میں مختلف تہواروں کی وجہ سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے، کے دوران مختلف فلاحی اداروں میں جا کر ان کے ساتھ دوستی اور یکجہتی کا اظہار کرنے اور انہیں تحائف پیش کرنے کی توفیق ملی۔

## بچوں کے لئے تحائف

8 دسمبر 2021 کو جماعت احمدیہ مالٹا نے ایک خیراتی ادارہ انجیلا ہاؤس کا دورہ کیا اور وہاں مقیم بچوں کے لئے کیک بطور تحفہ پیش کئے۔ یہ فلاحی ادارہ ایسے چھوٹے بچوں کو قیام و طعام اور تعلیمی سہولیات مہیا کرتا ہے جو اپنے خاندانی حالات کی وجہ سے مالی، اخلاق اور تعلیمی امداد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسی طرح 10 دسمبر کو کینسر کے مریض بچوں کے لئے قائم ایک ادارہ رینبو وارڈ۔ پتینو کیئرز میں جانے اور بچوں کے لئے کیک کے تحائف پیش کرنے کا موقع ملا۔

بزرگوں کے لئے تحائف

مالٹا میں بزرگ افراد خصوصاً grandparents کے لئے قائم ایک فلاحی تنظیم Nanniet Malta کو تہواروں کی مناسبت سے متعدد کیک پیش کرنے کی توفیق ملی تا کہ یہ کیک مستحق بزرگ افراد میں تقسیم کئے جاسکیں اور وہ بھی خوشیوں میں شامل ہوسکیں۔

## منشیات سے نجات کے مراکز میں تحائف

جماعت احمدیہ مالٹا کو چرچ کے زیر انتظام قائم فلاحی ادارہ Caritas Malta کے زیر انتظام منشیات کے عادی نوجوانوں کے لئے بنائے گئے Therapeutic سینٹر کو وزٹ کرنے، وہاں لوگوں سے ملنے اور انہیں تحائف پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اس دورہ کے بعد اس ادارہ کے کوآرڈینیٹر کے طرف سے ایک بہت ہی حوصلہ افزا پیغام موصول ہوا۔ انہوں نے لکھا: ’’سب سے پہلے میں آپ کے حسن سلوک کے لیے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ہمارے لیے بہت معنی رکھتا ہے اور یقینی طور پر ہمارے ادارہ کے رہائشیوں کو یہ جاننے اور محسوس کرنے میں مدد کرے گا کہ وہ واقعی قیمتی اور دیکھ بھال کے لائق ہیں۔ ہم نے آپ کے دورے سے خوب لطف اٹھایا اور آپ کی سخاوت کے لیے آپ کی جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے تحائف ہمارے ادارہ میں مقیم افراد کو خوشی منانے میں بہت مدد کریں گے۔ میں اس بات کا ذکر کرنا نہیں بھول سکتا جو آپ کے بیٹے نے نوجوانوں سے کہا کہ اگر وہ اگلے فٹ بال میچ میں ہیٹ ٹرک کرے گا تو اسے ایک فٹ بال انعام میں ملے گا جسے وہ اس ادارہ کے نوجوانوں کو بطور تحفہ پیش کرے گا۔ ہم سب واقعی ایسی فیاض اور مہربان روح اور جذبے سے متاثر ہوئے ہیں۔‘‘

اسی طرح جماعت احمدیہ کو ایک اور بحالی مرکز Sedqa – Komunita Santa Marija کا دورہ کرنے کا بھی موقع ملا اور اس حکومتی ادارہ کے بحالی پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے افراد میں تحائف تقسیم کئے گئے۔ اس ادارہ کے آپریٹنز ڈائریکٹر اور چیف ایگزیکٹو کی طرف سے بھی پیغامات موصول ہوئے۔ انہوں نے لکھا: ’’سب سے پہلے ہم آپ کی جماعت کی طرف سے ایک اور نیک اقدام کے لیے نہایت مشکور ہیں۔ آپ کے دلی جذبات سے پیش کئے گئے عطیات یقیناً بہت مددگار ثابت ہوں گے اور رہائشیوں کے چہروں پر مسکراہٹ لائیں گے جو اس وقت مشکل وقت سے گزر رہے ہیں۔ آپ کے عطیات بہت خوش آئند ہیں۔ میں ان خیالات کے لیے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے ہمارے رہائشیوں کے ساتھ شیئر کیے ہیں۔ آپ نے صحیح معنوں میں سماجی شعبے کے بارے میں گہری بصیرت کا مظاہرہ کیا جس میں ہم اپنی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ آپ کی عملی یکجہتی انتہائی قابل تعریف ہے۔‘‘

منشیات کے عادی لوگوں کے لئے قائم ان اداروں کے وزٹ کے دوران وہاں پر مقیم مرد وخواتین اور نوجوان لڑکے لڑکیوں سے ملنے اور ان کے ساتھ گفتگو کا بھی موقع ملا۔

مربی سلسلہ مالٹا نے اس دورے کا مقصد اور اسلام احمدیہ کا تعارف پیش کیا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بعض راہنما اصول پیش کئے جن پر عمل کر کے وہ منشیات کی لت سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ سب سے اہم بات اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے غفور و رحیم ہونے پر کامل یقین ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے اس تاریک دور کو روشنی میں بدلنے کے لئے مضبوط قوت ارادی اور عزم کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ قرآن کریم نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ ہم اچھے لوگوں کو دوست بنائیں، صحبت صالحین اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ۔ اے مومنو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور نیک،

راست باز اور صادقوں کی صحبت اختیار کرو (9:119)۔ دوستوں کا انسان پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے جب ہم اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں تو ہماری توجہ ہمیشہ نیکی کی طرف رہتی ہے مگر برے لوگوں کی صحبت انسان کو برا بنا دیتی ہے۔ اس لئے آئندہ آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کے دوست اچھے ہوں تا کہ دوبارہ پھر اس عادت کا شکار نہ ہوں۔ اسی طرح مثبت سوچ کے ساتھ آگے بڑھنا اور کمزوریوں کو نیک اعمال سے بدلنا بھی بہت ضروری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ سورہ ہود آیت 115۔ یہ ہمارے لئے ایک نہایت قابل عمل اور راہنما اصول ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے آپ کو مثبت سوچ اور مثبت سرگرمیوں میں مصروف رکھیں تا کہ نشے کی لت سے جلد اور مکمل چھٹکارا حاصل ہو۔

تمام حاضرین ان اسلامی تعلیمات کو سن کر بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنے تجربات بھی بتائے اور کہا کہ وہ اپنی زندگیوں میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے ان نکات پر ضرور غور کریں گے۔

ایک عورت نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ خدا کے بندے ہیں، آپ ایک عقلمند انسان ہیں، آپ کی باتیں عقل اور حکمت سے بھری ہوئی تھیں، آپ کے خیالات بہت گہرے تھے۔ میں آپ کی ان باتوں پر ضرور عمل کروں گی۔

یہ اتنا حوصلہ افزا اور تسلی بخش اظہار تھا کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے بھر گیا اور سارا وجود خدا تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر حمد و ثناء اور شکر کے جذبات سے لبریز ہوگیا کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، قرآن کریم جیسے کلام الٰہی سے ہماری راہنمائی فرمائی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رول ماڈل ہمیں عطا فرمایا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

اصل حقیقت یہ ہے کہ ان مواقع پر جو بھی باتیں کرنے کی سعادت ملی وہ انہی دو بنیادی ذرائع یعنی قرآن و سنت سے ہی ماخوذ تھیں۔ الہٰذا یہ کلمات اور خراج تحسین قرآن کریم جیسی حکیمانہ کتاب مبین اور محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے معلم اعظم اور اسوہ کامل جو زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے رول ماڈل ہیں اور حقیقی معنوں میں خدا کے بندے ہیں، کو ہی زیبا ہے۔

دوران ماہ ان فلاحی اداروں کے وزٹ کے علاوہ جماعتی دوستوں کے ساتھ ملنے اور انہیں بھی تحائف پیش کرنے کی توفیق ملی۔ ان پروگراموں میں کل 420 کیک، 2 کافی مشینیں اور 30 سے زائد Gift Hampers تقسیم کئے گئے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

ان پروگراموں میں مکرم حمزہ نثار صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مالٹا، مکرم جری اللہ خالد صاحب، مکرم حافظ وقاص احمد صاحب، مکرم حسن بشیر صاحب اور عزیزم نعمان عاطف صاحب واقف نو نے خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ سب خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر و اجر عظیم سے نوازے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآءِ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ۔ آمین

# ایڈیٹر کے نام خط

## واقفین زندگی کی بیگمات کی قربانیاں

مکرم بشارت احمد شاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن، لٹویا لکھتے ہیں کہ

روزنامہ الفضل آن لائن کے 17 جنوری 2022ء کے شمارہ میں ”احمدیت کا ورثہ“ کے نام سے آنمکرم کے شروع کردہ عنوان کے تحت مکرم النصر رضا واقفِ زندگی، نمائندہ الفضل آن لائن برائے کینیڈا کا ایک ایمان افروز مضمون ”میں دوڑتا چلا آیا“ پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت لطف آیا اور دل کو ایک خاص روحانی سکون ملا۔ مکرم النصر رضا کی فیملی کے ساتھ ہونے والا یہ روحانی تجربہ خلافت احمدیہ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے آسمانی اور الٰہی نظام ہونے، نیز خلفائے احمدیت کے خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق پر ایک بار اور مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ ویسے تو ساری کی ساری داستان ہی ایمان افروز تھی مگر چونکہ خاکسار خود بھی واقفِ زندگی مربی سلسلہ ہے اور خاکسار کا ایک بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مربی سلسلہ ہے اس لئے مکرم النصر رضا کے مضمون کا درج ذیل حصّہ دل کو چھو گیا:

”اس کے بعد سے بفضل اللہ تعالیٰ خاکسار کی اہلیہ دن بدن احمدیت پر ایمان و ایقان میں ترقی کرتی رہیں اور جب 1998ء میں کینیڈا آنے کے بعد خاکسار نے وقف کا ارادہ کیا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ اب ہمیں اسی الاؤنس میں گزارا کرنا پڑے گا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ مجھے جھونپڑے میں بھی رکھیں گے تو میں بخوشی وہاں رہ لوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہمارے بچوں سے کہا کہ تمہارا باپ احمدیت کے لئے پاگل ہے اور اب اس کی آمدن بہت محدود ہونے والی ہے۔ لہٰذا آج کے بعد آپ نے ان سے کوئی فرمائش نہیں کرنی۔ اور بحمد اللہ ایسا ہی ہوا۔ خاکسار کے بچوں نے بھی بھرپور ساتھ دیا اور ناجائز تو کیا کبھی جائز فرمائشیں بھی نہیں کیں۔ جو کچھ خاکسار ان کے لئے مہیا کرسکتا تھا وہ سب اسی میں خوش رہے اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائے۔“

خاکسار نے فوراً یہ حصّہ کاپی کر کے اپنے مربی سلسلہ بیٹے کو بھی بھجوایا اور اُس سے اس حصّہ مضمون پر خصوصی توجّہ دینے کی درخواست کی۔ اُس نے مجھے بتایا کہ ہاں کل اُس نے بھی یہ مضمون پڑھ لیا تھا اور اپنی اہلیہ کو بھی پڑھ کرسنایا تھا۔ الحمد للہ

اللہ کرے کہ تمام واقفین زندگی اور اُن کی بیویاں ایسے ہی جذبات واحساسات اور سوچ کے ساتھ خدمت دین بجالانے والے ہوں۔ آمین

# سانحہ ارتحال

- مکرم یاسر احمد سیالکوٹی (مربی سلسلہ) یہ اعلان کرواتے ہیں:

خاکسار کے ماموں مکرم رضوان احمد مورخہ 15 جنوری 2022 بروز بدھ بوجہ ہارٹ اٹیک 42 سال کی عمر میں قلیل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے تین بچے ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے عزیزم رافع احمد بعمر 14 سال، عزیزم جری اللہ بعمر 12 سال، اور ایک بیٹی عزیزہ قندیل رضوان بعمر 7 سال سوگوار چھوڑے ہیں۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے بچوں اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے، خود اپنی جناب سے ہمیشہ حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

ادارہ کی جانب سے تعزیت قبول کریں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حامد اقبال۔شعبہ تاریخ جامعہ احمدیہ جرمنی

# جدید طبیعیات پر ایک تعارفی نظر

## Theory of Relativity

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں سائنس کے حوالے سے مختلف موضوعات پر مجلس ارشاد جامعہ احمدیہ جرمنی میں لیکچرز کا اہتمام کرتی ہے اسی سلسلے کا دوسرا لیکچر مؤرخہ 8 دسمبر 2021ء کو بعنوان Theory of Relativity منعقد کیا گیا جس کے لیے مکرم حسنات احمد (نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی) جو M.Sc. Physics ہیں کو مدعو کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم یونس یوسف نے پیش کی۔ اس کے بعد مکرم حسنات احمد نے شروع میں اپنے پچھلے لیکچر کا خلاصہ پیش کیا جس میں 4 بنیادی طاقتیں یعنی کشش، weak force، electromagnetic force اور strong force کے بارے بیان کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے theory of relativity جو جرمن سائنسدان Albert Einstein نے پیش کی تھی کے متعلق طلبہ کو بنیادی معلومات آسان فہم پیرایہ میں بیان کیں۔ خصوصاً 1905ء میں پیش کی جانے والی special theory of relativity اور پھر 1915 ء میں پیش کی جانے والی general theory of relativity کے تحت gravity، روشنی کی رفتار کی خاصیت، space اور time سے متعلق انکشافات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دوران لیکچر طلبہ کو سوالات کا بھی موقع ملتا رہا ہے طلبہ نے بڑی دلچسپی سے لیکچر سنا۔

لیکچر کے اختتام پر مکرم طارق احمد ظفر، نگران مجلس ارشاد نے مکرم حسنات احمد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے طلبہ کو سائنسی علوم کی اہمیت اور قرآن کریم میں ان علوم کے حصول کی ترغیب کے حوالے سے توجہ دلائی اور کہا کہ اس لیکچر کا مقصد حضور انور کے ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ سائنسی علوم کے بارہ میں طلبہ میں دلچسپی پیدا ہو اور ان کے حصول کے لیے طلبہ کو خود بھی کوشش کرنی چاہیے جس کے ذریعہ سے خالق حقیقی کا بھی عرفان حاصل ہوتا ہے۔ آخر پر پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا۔

# فقہی کارنر

## حضرت مسیح موعودؑ کے پانچ اصول

فرمایا:

میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے بڑے اصول پانچ ہیں۔

**اول** یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ **دوسرے** یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ **تیسرے** یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ **چوتھے** یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ **پانچویں** یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلح کاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 347-348)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

# چھوٹی مگر سبق آموز بات

## لا حاصل منفی سوچ ڈپریشن کا باعث

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ

لَاتَبَاغَضُوْا وَلَاتَحَاسَدُوْا وَلَاتَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا

(صحیح بخاری)

ترجمہ: ایک دوسرے کے مقابلے میں بغض نہ رکھو ایک دوسرے کے مقابلے میں حسد نہ کرو ایک دوسرے کے مقابلے میں قطع تعلق نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حدیث شریف میں بیان کی گئیں یہ تمام برائیاں صرف منفی سوچوں کی پیداوار ہوتی ہیں جو انسان کو خود ساختہ جہنم میں دھکیل کر ڈپریشن کا باعث بن جاتی ہیں۔

اسی لیے ماہر نفسیات کہتے ہیں کہ منفی سوچوں سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی آپ کا دشمن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مثبت سوچ کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھ سکیں۔ آمین

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

| یکم فروری 2022ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 05:40 | 18:10 |
| مدینہ منورہ | 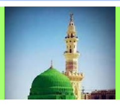 | 05:43 | 18:07 |
| قادیان | | 05:58 | 18:02 |
| ربوہ | | 05:38 | 17:42 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 06:10 | 16:53 |